18

دین کے لیے زندگی وقف کرنیکی تحریک

(فرمودہ ۲۰ ستمبر ۱۹۱۸ء)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے سورۃ آل عمران کی درج ذیل آیت کی تلاوت فرمائی:

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ٥ (آل عمران: ۱۰۵)

قریباً ایک سال اس معاملہ پر گذرا ہے کہ میں نے ایک خطبہ جمعہ میں اس بات کی تحریک کی تھی کہ ہماری جماعت میں سے کچھ لوگ ایسے ہوں۔ جو دین کے لیے زندگیاں وقف کریں اور مناسب تعلیم حاصل کر کے ایسے ذرائع حاصل کریں کہ جن سے کچھ اپنی معیشت کا سامان قوت لایموت کے لیے کر سکیں۔ اور باقی وقت میں خدا کے دین کی اشاعت کریں۔ ان کو جس ملک میں بھیجا جاتے۔ جائیں اور اس میں انھیں کوئی عذر نہ ہو۔ جب اور جس حالت میں بھی انھیں حکم دیا جاتے۔ وہ فرمانبرداری کے ساتھ چلے جائیں خواہ ان کے دنیاوی کاموں میں اس سے کیسی ہی ابتری پیدا ہو۔

میری اس تحریک پر چالیس پچاس درخواستیں میرے پاس آئیں۔ اس پر ان لوگوں کو جو درخواستیں دینے والوں میں سے قادیان میں تھے جمع کیا گیا۔ اور وہ ذمہ داریاں ایک ایک کر کے انکو سمجھائی گئیں جو ان پر عائد ہوتی تھیں۔ ان ذمہ داریوں کو سُنکر بہت سے لوگوں نے اپنے نام کو واپس لینا مناسب سمجھا اور یہی غرض بھی تھی۔ کیونکہ ممکن تھا وہ زندگی وقف کرنے کے معنی پہلے کچھ اور سمجھتے۔ اور بعد میں انھیں مشکل پیش آتی۔ اس لیے پہلے ہی ان کو ذمہ داریاں سمجھائی گئیں۔ اور بتایا گیا کہ زندگی وقف کرنا کیا ہے؟ اپنی خواہشات پر ایک موت وارد کرنا ہو گی۔ اب مشورہ کر لو۔ پھر کسی سے کوئی مشورہ کرنے کی اجازت نہیں ہو گی۔ بعد میں اگر ماں باپ۔ عزیز و اقارب منع بھی کریں تب بھی حکم کی اطاعت کرنا پڑیگی۔ اس کے نتیجہ میں نام پیش کرنے والوں میں سے اکثر نے استخارہ وغیرہ کرنے کے بعد اپنے ناموں کو واپس لے لیا اور

جو تہائی کے قریب باقی رہ گئے جنہوں نے اپنے آپ کو دین کے لیے باوجود ان دقتوں کے سامنے ہونے کے وقف کرنا چاہا۔ ان کو مَیں نے چار حصوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک تو وہ تھے جن کو ہم لے نہیں سکتے تھے۔ کیونکہ وہ کسی نہ کسی وجہ سے اس قابل نہیں تھے۔ یا ان کو یہ کام دیا نہیں جاسکتا تھا۔ باقی کے تین حصوں میں سے ایک کے تو یہ سپرد کیا کہ وہ مرکز ہی میں رہیں۔ اور ان کو دینی علوم پڑھانے کی خدمت سپرد کی۔ کہ وہ ان لوگوں کو پڑھائیں۔ جنہوں نے خدمت دین کے لیے وقف ہونے کی درخواست کی ہے اور ایک حصہ جو ابھی اس قابل نہیں تھا کہ باہر بھیجا جاسکتا۔ اس کو کام پر نہیں لگایا گیا جب موقع ہوگا۔ دیکھا جائیگا۔ اور تیسرا حصہ وہ تھا جس کو آگے کچھ تعلیم دلانی ضروری تھی۔ اور یہ کہ وہ اپنی تعلیم کو جاری رکھیں اور معلومات کو وسیع کر سکیں۔ ان کو بعد میں ہم کام پر لگا سکیں گے۔ اس حصہ میں چودہ پندرہ شخص تھے ان میں سے بھی آہستہ آہستہ کم ہو گئے۔ اس وقت قریباً ۱۰ آدمی باقی ہیں جن میں سے پانچ ایسے ہیں جن کو کالجوں میں تعلیم دلائی جا رہی ہے۔ وہ وہاں سے فارغ ہو کر کام پر لگائے جائیں گے۔ چنانچہ جو کالج میں ہیں ان میں سے تین ڈاکٹری میں پڑھ رہے ہیں۔ ایک بنگال میں، دو لاہور میں اور تین کو اس جگہ تعلیم دین دلائی جا رہی ہے۔

جو لوگ کالج میں ہیں ان کے متعلق اس وقت معلوم ہوگا جب وہ فارغ ہونگے کہ وہ اس وقت اپنے عہد پر قائم رہے ہیں یا نہیں۔ اور ان کے خیالات میں کسی قسم کا تغیر تو نہیں ہوا۔ یہ لوگ جن کو ہم تعلیم دلوا رہے ہیں۔ ان میں سے چند ایسے ہیں جن پر ہمیں کچھ خرچ کرنا پڑتا ہے۔ باقی سب اپنے خرچ سے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

جو لوگ تعلیم حاصل کرتے ہیں خدا جانے بعد میں وہ یہی کہدیں کہ ہماری مدت تین سال ختم ہوگئی ہے بہر حال ان کا حال بعد میں معلوم ہوگا کہ وہ کالج کی تعلیم کے بعد نوکری کرتے ہیں یا بعض مشکلات کا خیال کرکے اپنے اس خیال کو چھوڑتے ہیں۔

ہم اُمید کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے اس نیک ارادے اور نیک نیتی کے باعث ان کو اس خدمت دین کے ارادے میں کامیاب کریگا۔ میں نے تین سال کے لیے زندگی وقف کرنے کا عہد لیا تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ممکن ہے ان میں سے بعض زیادہ تکلیف محسوس کرکے اس کو چھوڑنا چاہیں۔ اور اس طرح وہ خدا کے گنہگار ٹھہریں۔ اور منافق بنیں۔ اس لیے مَیں نے تین سال کے لیے عہد لیا تھا کہ اگر کسی میں کچھ کمزوری بھی ہوگی۔ اور وہ ان تکالیف کو برداشت نہیں کرسکتا ہوگا۔ تین سال گذار دے پھر چاہے چھوڑ دے۔ ورنہ دین کے لیے تین سال کیا ساری عمر کے لیے زندگی وقف کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ

محض اس لیے تھا۔ تاکہ جو کمزور ہوں وہ بعد میں وعدہ خلاف نہ کہلائیں۔

اسلام کی حالت اس وقت پکارتی ہے کہ اس کے لیے ساری ہی زندگی وقف کی جائے۔ اور بہت سے لوگ ہوں جو زندگی وقف کردیں۔ اس لیے ایک سال کے بعد میں دوبارہ تحریک کرتا ہوں کہ ہماری جماعت کے لوگ دین اسلام کی خدمت کے لیے زندگی وقف کریں۔ اس کام کے لیے ہم نوکر نہیں رکھ سکتے اور نہ نوکروں سے کام ہو سکتا ہے۔ وہ لوگ اپنے آپ کو کامل طور پر وقف کریں۔ اور اپنا بوجھ خود برداشت کریں اور اپنی معیشت آپ پیدا کرکے باقی وقت خدمت دین میں لگا دیں۔ ایسی ہی جماعتیں ہوئی ہیں۔ جو دین کی خدمت کرتی رہی ہیں ہمیشہ سے جن لوگوں نے دین کو پھیلایا ہے وہ ایسے ہی ہوتے رہے ہیں۔ ملازم اس قابل نہیں ہوتے۔ ایک حد تک تو ملازم رکھے جاتے ہیں۔ خود رسول کریمؐ نے بعض علاقوں اور شہروں میں ملازم رکھے تھے۔ اور وہ بڑے بڑے صحابی تھے۔ خلفاء کے عہد میں بھی ایسا ہی ہوا، لیکن وہ لوگ جو لاکھوں کی تعداد میں اسلام کی تائید کے لیے گھروں سے نکلتے تھے وہ ملازم نہیں تھے جس وقت مخالفین اسلام کی سینہ زوریاں اور ظالمانہ حملہ حد سے گذر گئے۔ تو ہر ایک صوبہ میں آدمی بھیجے جاتے تھے۔ اور عام لوگوں کو بلایا جاتا تھا اور وہ بغیر معاوضہ لیے جاتے تھے۔

ایسی جماعتیں جب تک نہ ہوں کامیابی نہیں ہوسکتی۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر و اولئک ھم المفلحون۔ کامیاب ہوں گے وہ لوگ جو دین کے لیے زندگی وقف کرتے ہیں اس آیت میں ہے ولتکن منکم اُمّۃ سب لوگ زندگی وقف نہیں کرسکتے۔ ایک جماعت ہونی چاہیئے۔

پس آج میں پھر تمام جماعت کو تحریک کرتا ہوں جو یہاں کے دوست ہیں وہ بھی اور بیرون جات کے بھی غور کریں۔ اور خدا کی توفیق سے بعد استخارہ جن کا شرح صدر ہو۔ اپنے آپ کو پیش کریں۔ ان میں سے جو لوگ اس قابل ہوں گے کہ ان کو اس وقت لگا دیا جائے وہ لگا دیئے جائیں گے اور جن میں کمی ہوگی ان کو حسب منشاء تعلیم دلوائی جائیگی۔ اور وہ لوگ جن کو اس وقت کسی کمی کی وجہ سے نہیں لیا گیا تھا۔ ان میں سے بھی پیش کرسکتے ہیں۔ ممکن ہے اب ان کی کمی پوری ہوگئی ہو۔

یہ ایک ایسا وقت ہے کہ اس وقت تھوڑی خدمت بعد میں بڑی بڑی خدمتوں سے بہت افضل ہوگی۔ اسلام مٹ رہا ہے۔ پس جو لوگ اس وقت خدمت کریں گے۔ ان کی خدمت زیادہ قابلِ قدر ہوگی۔

دیکھو اس وقت بعض مسلمان ہیں جو اسلام کے نام پر کروڑوں روپیہ اپنی عمر میں خرچ کرتے ہیں۔

بمبئی وغیرہ میں ایسے مسلمان سیٹھ ہیں جو اسلام کے لیے خرچ کرتے ہیں۔ نواب صدیق حسن خان نے دینی کتابیں تالیف کیں۔ سینکڑوں روپے خرچ کر کے مفت شائع کیں۔ پھر خوارج کتابیں تصنیف کرتے ہیں اور مفت شائع کرتے ہیں کیونکہ ان کا خیال ہے کہ دینی کتاب بیچنا جائز نہیں۔ باوجود ان مالی قربانیوں کے ان کی قربانیاں حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ کی قربانیوں کو نہیں پہنچتیں۔ ان میں سے تو کسی نے لاکھ روپیہ بھی خرچ نہیں کیا۔ زیادہ سے زیادہ دس ہزار خرچ کیا ہوگا اور حضرت علی کی مالی قربانی تو کیا ہوتی وہ بہت ہی غریب تھے۔ حتیٰ کہ ان کے والد اس قدر غریب تھے کہ حضرت علیؓ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں لے آتے تھے[1] باوجود ان کی اس قدر تھوڑی قربانیوں کے جو ان سیٹھوں کے مقابلہ میں بہت کم ہیں۔ پھر بھی جو ان کا درجہ ہے وہ ان کو میسر نہیں۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ کیوں! اس کی وجہ یہی ہے کہ صحابہ نے جو کچھ خرچ کیا۔ وہ ایسے وقت پر کیا جبکہ اسلام کو بہت ہی سخت ضرورت تھی۔ اور نہایت اخلاص کے ساتھ کیا۔ اور یہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں ضرورت کے مطابق نہیں خرچ کرتے اور نہ ان کی وہ نیت ہوتی ہے۔ پس کسی چیز کی قیمت وقت کے مناسب ہونے سے زیادہ ہوا کرتی ہے۔ یہ لوگ مدرسہ بنواتے ہیں۔ یہ بیشک قابل قدر چیز ہے۔ مگر اسلام کی سچی خدمت نہیں۔ اور نہ ضرورت کے مطابق ہے۔

آج ہماری جماعت میں جو ایک پیسہ کی قدر ہے وہ بعد میں لاکھوں روپے کی بھی نہیں ہوگی۔ کیونکہ اس وقت اسلام کو بہت ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ اخلاص کو دیکھتا ہے۔ نام و نمود کو نہیں دیکھتا۔ پس وہ جانتا ہے کہ جو شخص ضرورت کے مطابق خرچ کرتا ہے۔ اس کا خواہ پیسہ ہی کیوں نہ ہو۔ ان لاکھوں اور کروڑوں روپیوں پر بھاری ہے۔ جو ضرورت کے مطابق خرچ نہیں کیئے جاتے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ مسلمان تجارت سے ترقی کر سکتے ہیں۔ کچھ صنعت و حرفت میں۔ کچھ تعلیم میں مصروف ہیں، لیکن یہ سب لوگ حقیقت سے بے خبر ہیں۔ اسلام کی خدمت اور سچی خدمت وہ ہے جس طریق پر ہم کام کرتے ہیں کیونکہ خدا نے ہمیں اس طریق پر قائم کیا ہے۔

مسلمان کمزور ہیں اور دُنیا کہتی ہے کہ وہ آج گئے کہ کل، لیکن ہم تو دُنیاوی لحاظ سے ان سے بھی بہت کمزور ہیں۔ وہ جہاں چاہتے ہیں ہمارے آدمیوں کو مار لیتے ہیں اور تکلیفیں پہنچا لیتے ہیں مسلمان مُردہ ہیں اور وہ مردے ہیں۔ مارتے ہیں۔ تو اس سے ہماری کمزوری کا اندازہ ہو سکتا ہے پس جو ایسے وقت میں قربانی کریگا اور قدم آگے بڑھائیگا خدا کے حضور اسکی اس قربانی اور دین کی راہ میں قدم اٹھانے کی بہت زیادہ قدر ہوگی اگرچہ اسوقت تو جو ہم میں سے دین کیلئے

---

[1] سیرت ابن ہشام مصری جلد اوّل صفحہ ۲۴۶

اپنی تمام عمر بھی وقف کرتا ہے کام کے لحاظ سے وہ بہت تھوڑی ہے۔ پس جس طرح صحابہ نے اس تنگی اور ضرورت کے وقت جو کچھ بھی ان کے پاس تھا خرچ کیا۔ اور ساری ہی عمر کو دین کی خدمت میں صرف کر ڈالا۔ اس لیے آج فخر کے ساتھ اور عزت کے ساتھ ان کے نام لیے جاتے ہیں۔ اسی طرح ہم میں سے جو شخص دین کے لیے اپنی زندگی وقف کریگا اس کی قربانی قدر کی نگاہ سے دیکھی جائیگی۔ اور ہمیشہ کے لیے یادگار ہوگی۔

پس اسلام کی خدمت کا یہ وقت ہے۔ جو اس وقت اس کی اشاعت کے لیے زندگی وقف کرتا ہے خدا کے حضور میں شرف قبول پائیگا۔ کیونکہ وہ آواز جو تیرہ سو برس پہلے بلند ہوئی تھی کہ ولتکن منکم اُمّۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر وہ آج بھی بلند ہو رہی ہے۔ جو اس پر لبیک کہے گا۔ خدا تعالیٰ اس کا ولی ہوگا۔ اس لیے جماعت کے لوگوں کو چاہیئے کہ وہ غور کریں ضروریاتِ وقت کو سمجھیں اور استخارہ کریں اور اپنی زندگیوں کو پیش کریں جو ایسا کریں گے وہ خُدا سے ابدی انعاموں کے وارث ہونگے۔"

(الفضل یکم اکتوبر ۱۹۱۸ء)